کیاامام زید رضی اللہ عنہ تفضیلی یا معتزلی تھے؟

زَیدٌ مِن أهلِ البیتِ المُنیرِ
لا مِن أهلِ البِدعِ والنّکیرِ

ازقلم

علامہ منیر عباس چشتی

مقدمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

جب تاریخِ اہلِ بیت علیہم الرحمہ کے سنہرے اوراق پلٹتی ہے، تو وہاں ایک ایسا درخشاں نام ابھرتا ہے جس کی سطروں سے علم کی روشنی پھوٹتی ہے، حلم و بردباری کی خوشبو مہکتی ہے، زہد و ورع کا جمال چھلکتا ہے، اور شجاعت و حق گوئی کی صلابت جلوہ گر ہوتی ہے۔ وہ نام جسے نسلِ نبوت کا تاج بھی حاصل ہے اور وراثتِ علم و فضل کا مقام بھی، وہ نام جو قرآن و سنت کے فہم کا گویا آئینہ ہے، وہ نام جو تقویٰ و طہارت کا مرقع ہے——وہی مقدس نام ہے حضرت امام زید بن علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب علیہ الرحمہ۔

آپ کا شجرۂ نسب ایسا مقدس، معتبر، اور بے نظیر ہے کہ تاریخ انسانیت میں اس کی مثال ناپید ہے۔ آپ حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہ الرحمہ کے فرزند، حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ الرحمہ کے پوتے، اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پڑپوتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ سیدہ حوراء، نیک سیرت، عابدہ، پارسا، اور اہلِ بیت کی محسنات میں شمار کی جاتی تھیں۔ یوں امام زید علیہ الرحمہ کی پرورش ایسی نورانی گود میں ہوئی، جہاں ہر سانس علم کی خوشبو سے معطر، عبادت کی مہک سے بھرپور، اور روحانی جلال سے منور تھی۔

امام زید علیہ الرحمہ کا بچپن علم و حلم کے گلشن میں کھلا۔ آپ نے علومِ قرآن، فہمِ حدیث، فقہ، تفسیر، زہد، تقویٰ اور سلوک و عبادت میں ایسے ایسے درجہ کمال کو پایا کہ جلیل القدر فقہاء، محدثین، اور مفسرین آپ کی رفعتِ علمی کا اعتراف کرتے ہیں۔ آپ کا مطالعہ نہ صرف وسیع تھا بلکہ گہرائی و گیرائی سے لبریز۔ آپ کے اجتہاد میں وہ لطافت اور عمق پایا جاتا ہے جو صرف صاحبِ نظر، صاحبِ دل، اور صاحبِ علم ہستیوں کو حاصل ہوتا ہے۔ آپ کے فتاویٰ میں وسعت، فہم میں توازن، اور طرزِ بیان میں صداقت و صراحت نظر آتی ہے۔

:فقہائے وقت نے آپ کی جلالتِ علمی کا اعتراف کیا۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے تھے

"ما رأيت في زمانه أفقه منه، ولا أزهد منه، ولا أورع منه"

"یعنی "میں نے ان کے زمانے میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی فقیہ دیکھا، نہ زاہد، اور نہ ہی کوئی ان سے زیادہ پرہیزگار پایا۔

امام زید علیہ الرحمہ کی ایک امتیازی شان یہ بھی تھی کہ آپ محبتِ اہل بیت علیہم الرحمہ کے ساتھ ساتھ خلفائے راشدین کی بھی دل سے تعظیم فرماتے تھے۔ خاص طور پر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت و عقیدت کا اظہار فرمایا کرتے تھے۔ کسی نے جب اس بارے میں استفسار کیا تو فرمایا:

رضی اللہ تعالیٰ عنہما، میں نے اپنے آباء و اجداد میں سے کسی کو ان سے بیزار نہیں پایا، اور نہ میں ان سے بیزاری اختیار کرتا "ہوں۔

یہ جملہ امام زید علیہ الرحمہ کے وسیع القلب ہونے، اعتدال پسندی، اور فکری توازن کا شاہکار مظہر ہے۔

آپ کی زندگی کا ہر پہلو صداقت و شرافت کی گواہی دیتا ہے۔ آپ عبادت میں سراپا خضوع، علم میں مرقعِ فصاحت، فقر میں پیکرِ قناعت، اور حلم میں مظہرِ نبوت تھے۔ آپ کا زہد وہ نہج رکھتا تھا کہ دنیا آپ کے سامنے خود کو حقیر محسوس کرتی تھی۔ آپ دن کو درسِ علم دیتے اور رات کو قیام و تلاوت میں بسر کرتے۔ اہلِ علم، متقین، اور صوفیاء آپ کے حلقۂ درس سے فیضیاب ہوتے، اور آپ کی گفتگو سے قلوب میں نور اترتا۔

شخصیت میں وہ شجاعت اور غیرت تھی جو آپ کو اسلاف سے وراثت میں ملی تھی۔ وہی شجاعت جو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی تلوار میں تھی، وہی غیرت جو حضرت امام حسین علیہ الرحمہ کے عزم میں تھی، وہی عزیمت جو امام زین العابدین علیہ الرحمہ کی صبر بھری خامشی میں تھی—— وہی تمام صفات ایک نئی زندگی، نئے لہجے، اور نئے عمل کے ساتھ امام زید علیہ الرحمہ کے وجود میں جلوہ گر تھیں۔

تاریخ نے وہ وقت بھی دیکھا جب آپ نے حق کی صدا بلند کی، علم و عمل کے ساتھ آوازِ صداقت بن کر اٹھے۔ آپ کا مقام علم کے مینار پر تھا، مگر آپ نے خاموشی کو کافی نہ جانا۔ آپ وہ نہیں تھے جو تنقید سے مسندِ علم سجائیں، بلکہ وہ تھے جو کردار سے نصیحت کریں، عمل سے بیداری پیدا کریں، اور قربانی سے اصلاح کا راستہ کھولیں۔ یہی وہ مقام ہے جہاں امام زید علیہ الرحمہ صرف ایک محدث یا فقیہ نہیں رہتے، بلکہ قائد، معلم، مجاہد، اور زاہدِ کامل بن کر ابھرتے ہیں۔

امام زید بن علی علیہ الرحمہ کی شہادت ایک ایسا المیہ ہے جو اہلِ درد کے دل کو چیر دیتا ہے، اور اہلِ شعور کے ذہن کو لرزا دیتا ہے۔ مگر آپ کی شہادت، آپ کا شکست نہیں، بلکہ آپ کی کامیابی کی معراج تھی۔ وہ خون جو زمین پر گرا، وہ فانی نہ تھا—— وہ نسلوں کو زندگی عطا کر گیا۔ وہ جسم جو ظاہراً خاک میں چھپا، وہ حقیقت میں دلوں پر حکمرانی کرنے لگا۔ آپ کے لہجے کی

حرارت، کردار کی صداقت، اور عمل کی سچائی نے ثابت کر دیا کہ حق مر نہیں سکتا، اور اہلِ بیت علیہم الرحمہ کے چراغ کبھی بجھ نہیں سکتے۔

امام زید بن علی علیہ الرحمہ کا ذکر کرنا محض ایک تاریخی فریضہ نہیں، بلکہ ایک روحانی ذمہ داری ہے۔ آپ کی حیاتِ مقدسہ ہمیں عدل، حلم، فہم، جرأت، محبت، اتحاد، اور سب سے بڑھ کر اللہ کی رضا کے لیے جینے کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ آپ کی حیات کا ہر باب، ہر صفحہ، اور ہر لمحہ امتِ مسلمہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

وصلّی اللہ علیٰ سیّدنا محمد وآلہ الطاہرین، ورضی اللہ عن الصحابۃ أجمعین۔

منیر عباس چشتی

اہلبیت کی شان مبارک

۱۔قرآن مجید کی آیتِ مبارکہ

إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا

(سورۃ الاَحزاب:۳۳)

:ترجمہ

"بے شک اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم سے اہل بیت کا ہر قسم کا ناپاکی دور کرے اور تمہیں بالکل پاک صاف کر دے۔"

تفسیر ابن کثیر، ج۴، ص۲۵۳۔

:تبصرہ

یہ آیت اہل بیت کی پاکیزگی اور روحانی بلندی کا واضح ثبوت ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کو ہر قسم کی دُنیوی اور اخلاقی آلودگی سے مکمل طور پر پاک فرمایا،جو ان کی خاص قربت اور محبت کا مظہر ہے۔

۲۔احادیث مبارک

حدیث ۱:

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ، فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللَّهَ، وَمَا أَنَا مِنْكُمْ بِبَعِيدٍ، إِنَّمَا أَنَا رَسُولُ اللَّهِ إِلَى أَهْلِ بَيْتِي" (صحیح مسلم، کتاب الفتن، حدیث نمبر۲۵۷۶)

ترجمہ: مومنین ایک دوسرے کے بھائی ہیں، اپنے بھائیوں میں صلح کرواور اللہ سے ڈرو، اور میں تم سے دور نہیں ہوں، "میں اللہ کا رسول ہوں اپنے اہل بیت کے لیے۔"

حدیث ۲:

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

" أَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْأَنْبِيَاءُ، وَالْأَمْثَلُ فِي الْبَلَاءِ الْأَوْلَوْنَ، فَإِنَّ الْبَلَاءَ يَكُونُ عَلَى الْعِبَادِ بِمِقْدَارِ النَّاسِ، وَلَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ إِلَّا مَا كَتَبَهُ اللَّهُ لَهُ، وَاللَّهُ يُحِبُّ أَهْلَ بَيْتِي."

(سنن النسائی، ج۵، ص۲۷۵):

ترجمہ: انسانوں میں سب سے زیادہ آزمائش نبیوں کو ہوتی ہے، اوران میں سب سے زیادہ صبر والے میرے اہل بیت "ہیں، اللہ تعالیٰ نبی کی اہل بیت سے محبت کرتا ہے۔"

۳۔اقوال صحابہ کرام

:حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

".أحب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم كما أحب النبي صلى الله عليه وسلم"

(ترمذی، جامع الترغیب، حدیث نمبر ۳۴۲)

:ترجمہ

"میں اہل بیت نبی ﷺ سے ویسی ہی محبت کرتا ہوں جیسی نبی ﷺ خود کرتے تھے۔"

:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

".ما من أحد أحب أهل بيت النبي صلى الله عليه وسلم إلا كان في خير"

(مسند احمد، ج ۲، ص ۲۸۲)

:ترجمہ

"جو کوئی اہل بیت رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے، وہ نیکی میں ہوتا ہے۔"

منقبت امام زید رضی اللہ عنہ

نسب ہے پاک طیب کا، میں غلام زید کا ہوں

چراغ آلِ اطہر کا، میں غلام زید کا ہوں

زبان علم و حکمت کی، دلوں کی رہبری ہوں

میں آئینہ صداقت کا، میں غلام زید کا ہوں

نہ میں ہوں شیعہ صِرفی سا، نہ کوئی اور راہی

میں اک مسلک محبت کا، میں غلام زید کا ہوں

صدیق و عمر کا مدّاح، علی کا بھی وفادار

میں عاشقِ عدالت کا، میں غلام زید کا ہوں

فقیہِ وقت مانے جس کو، وہی رتبہ ہے ان کا

میں پیرو اک اثر کا، میں غلام زید کا ہوں

جہاں زاہد، وہاں عابد، جہاں عابد، وہاں زاہد

میں وارث اس سحر کا، میں غلام زید کا ہوں

جو سچ کہے، وہی سچا، جو جھک نہے، وہی سچا

میں بیعتِ اثر کا، میں غلام زید کا ہوں

کلام ان کا شریعت ہے، سکوت ان کا عبادت

میں سامع اس خبر کا، میں غلام زید کا ہوں

نہ سر جھکا کبھی جن کا، نہ باطل ان پہ غالب

میں پیرو اس جگر کا، میں غلام زید کا ہوں

منیرؔ ان کے قدم چومے، وہی ہیں میرا رستہ

میں قطرہ اس گہر کا، میں غلام زید کا ہوں

حضرت امام زید بن علی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر معتزلی کے الزام کا رد

پیر غلام رسول قاسمی صاحب، اہلِ علم میں شمار کیے جاتے ہیں۔ آپ ایک کہنہ مشق مدرس، فاضلِ اجل، اور معروف شیخ الحدیث ہیں۔ علومِ اسلامیہ میں آپ کی خدمات ناقابلِ انکار ہیں۔ آپ کی کئی علمی و تحقیقی تصانیف، خصوصاً "ضربِ حیدری"، اہلِ علم کے حلقوں میں ذوق و شوق سے پڑھی جاتی ہیں اور علمی و فکری مجالس میں حوالہ وسند کے طور پر پیش کی جاتی ہیں۔

یہ بات خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ پیر غلام رسول قاسمی صاحب کی مذکورہ کتاب "ضربِ حیدری" سے ایک اقتباس لیا گیا، جس میں امام زید علیہ الرحمہ کے بارے میں "معتزلی" کی نسبت موجود تھی۔ بعض افراد نے اس عبارت کو بنیاد بنا کر یہ تاثر دینے کی کوشش کی کہ گویا قاسمی صاحب نے اپنے ذاتی تحقیق ورائے سے امام زید علیہ الرحمہ کو معتزلی قرار دیا ہے۔

جبکہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے

قاسمی صاحب نے اس مقام پر عبدالکریم شہرستانی کی مشہور کتاب "الملل والنحل" سے وہی حوالہ الزامی طور پر نقل کیا تھا جس کو اس سے قبل پیر عبدالقادر شاہ صاحب اور ظہور احمد فیضی جیسے حضرات بطورِ دلیل پیش کر چکے تھے۔ ان ہی کے نقل کردہ حوالے کو قاسمی صاحب نے الزامی استدلال کے اسلوب میں استعمال کیا، تاکہ یہ بتایا جاسکے کہ اگر شہرستانی کا قول دلیل بن سکتا ہے تو اس کے تمام اجزاء قابلِ قبول ہوں، ورنہ پھر جزوی اقتباسات کو دلیل بنانا خالص علمی خیانت ہے۔

پس اس منظر میں قاسمی صاحب کی نیت اور مقصد واضح ہے کہ

انہوں نے خود سے امام زید علیہ الرحمہ پر معتزلہ کی نسبت نہیں لگائی، بلکہ جو حوالہ ان کے مخالفین خود پیش کر چکے تھے، اسی کے پورے متن کو بطور الزامی احتجاج پیش کیا۔

اس کے باوجود بعض افراد نے ان کی عبارت کو توڑ مروڑ کر، سیاق و سباق سے کاٹ کر، اور نیت خوانی کرتے ہوئے ان پر ایسا الزام عائد کیا جو نہ صرف انصاف کے منافی ہے بلکہ علمی شرافت کے بھی خلاف ہے۔

لہٰذا اس مقام پر ہم اہلِ انصاف، اہلِ علم، اور صاحبانِ فہم و فراست سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس معاملے کو سیاق و سباق، اور نیت و طرزِ استدلال کی روشنی میں پرکھیں، اور پیر غلام رسول قاسمی صاحب پر اس قسم کے غیر منصفانہ الزامات لگانے سے گریز کریں، جو صرف تعصبات اور فکری بدنیتی کی پیداوار ہوتے ہیں

بہت شکریہ! آپ کی طرف سے تحسین اور رہنمائی قابلِ قدر ہے۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا، میں نے موجودہ تحریر کے آغاز میں پیر غلام رسول قاسمی صاحب کے لیے ایک مختصر مگر باوقار تعارفی و تعریفی تمہید شامل کر دی ہے، تاکہ ان کی علمی خدمات کا اعتراف ہو، اور ان کی کتاب "ضربِ حیدری" سے اٹھائے گئے اعتراض کو ایک مناسب سیاق میں بیان کیا جا سکے۔

یہ اقتباس در حقیقت محض الزامی نقل ہے، یعنی کسی فریق کے نظریات کو، خود ان کی عبارات سے، ایک وقتی استدلال کے طور پر پیش کیا جانا؛ اور اس سے مصنف کی تائید لازم نہیں آتی۔ یہ اسلوب علمِ کلام و مناظرہ میں التزامی طرزِ احتجاج کے تحت استعمال ہوتا ہے، جو محض خصم کی بنیاد پر قیاسِ مآل کرتا ہے، نہ کہ مصنف کے اپنے عقیدے یا مسلک کا اظہار۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ شہرستانی نہ امام زید علیہ الرحمہ کے ہم عصر تھے، نہ ان کے کسی ثقہ شاگرد سے ان کے نظریات اخذ کیے، نہ ان کا کوئی قول سنداً نقل کیا، نہ ہی کسی ثقہ امام یا معتبر راوی کی گواہی دی۔ تو پھر وہ کن بنیادوں پر یہ کلمات لکھنے پر آمادہ ہوئے؟ اور ہمارے دور کے "مفکرانِ عصر" کس جسارت سے اس غیر مسند کلام کو دلیلِ قطعیہ کے طور پر پیش کرتے ہیں؟

علمی بد دیانتی کا کچا چٹھا

یہاں ظہور احمد فیضی اور پیر عبد القادر شاہ صاحب کا طرزِ عمل نہایت افسوسناک اور علمی دیانت کے صریح منافی ہے۔ ان حضرات نے شہرستانی کی عبارت سے صرف وہی ٹکڑا نقل کیا جو ان کے مذموم نظریات کی تائید کرتا ہو، لیکن جب اسی سیاق میں امام زید علیہ الرحمہ کو "معتزلی میلانات" رکھنے والا کہا گیا، تو اس پہ چپ سادھ لی گئی۔

یہ طرزِ انتخاب عین تحریفی طرزِ بیان ہے، جو ایک بد دیانت قاری یا خود غرض مصنف ہی اپنا سکتا ہے۔ گویا ان حضرات کا طرزِ استدلال یوں ہے:

"!'جو بات ہمارے مسلک کو راس آئے، وہ 'حق'، باقی سب 'ردی"

ایسا اندازِ تحقیق نہ صرف علمی بد دیانتی ہے بلکہ تاریخی شخصیتوں پر افترا باندھنے کے مترادف ہے۔ محض ایک غیر مصدقہ، غیر مستند، غیر متصل اقتباس کو بنیاد بنا کر، ایک عظیم مجاہد، محدث اور فقیہ ——یعنی امام زید علیہ الرحمہ—— کی شخصیت پر تہمت تراشی کرنا نہایت گھٹیا علمی حرکت ہے، جس پر پردہ ڈالنے کے لیے مغالطہ آرائی، سیاق سے فرار، اور تعصبات کا غبار پھیلایا جاتا ہے۔

پیر غلام رسول قاسمی کا مؤقف اور اس کی وضاحت

خوش آئند امر یہ ہے کہ پیر غلام رسول قاسمی صاحب نے اس الزام کا تحریری طور پر رد کیا اور واضح فرمایا کہ انہوں نے شہرستانی کا جو حوالہ نقل کیا، وہ محض الزامی استدلال کے طور پر تھا، نہ کہ اس میں کوئی تائید یا عقیدہ پوشیدہ تھا۔

تاہم، ہم ان سے بصراحت مطالبہ کرتے ہیں کہ اس موضوع پر ایک مزید واضح اور صریح تحریر شائع کریں، جس میں اس شبہ کی مکمل بیخ کنی کی جائے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی طرف یہ تاثر نسبت پا جائے کہ وہ امام زید علیہ الرحمہ کو تفضیلی یا معتزلی سمجھتے ہیں۔ ایک تقریری وضاحت بھی اس سلسلے میں ضروری ہے، تاکہ عوام الناس میں پھیلنے والے مغالطات کا سد باب ہو۔

علمی فریب اور فکری خیانت: ایک موازنہ

یہاں یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ظہور احمد فیضی اور پیر عبد القادر شاہ صاحب جیسے افراد صرف شہرستانی کی اُس سطر کو لے کر پوری عمارتِ الزام کھڑی کرتے ہیں، لیکن جب اسی عبارت کا اگلا جملہ اُن کے نظریات کی نفی کر دیتا ہے، تو وہ "تأویل کا غلاف" اوڑھ کر خاموشی اختیار کر لیتے ہیں۔

یہ وہی طرزِ فکر ہے جسے اصولی منہجِ استنباط کی بجائے مسلکی مفاد پرستی کا نام دیا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ ہم ایسے تمام فکری جعلی سازوں سے سوال کرتے ہیں:

اگر شہرستانی کا حوالہ آپ کے لیے معتبر ہے، تو پھر تفضیل علی کی نسبت کے ساتھ معتزلہ کی نسبت بھی قبول کیجیے؛اور" <
"اگر وہ باطل ہے تو دونوں کو رد کیجیے۔

"مٹھا ہپ ہپ، کوڑا تھو تھو؟"

ہم تو دونوں نسبتوں کو یکسر باطل، بے اصل اور افترا پر مبنی قرار دیتے ہیں۔ نہ امام زید علیہ الرحمہ تفضیلی تھے، نہ معتزلی، اور نہ ہی شہرستانی جیسے متکلمین کے اقوال اس قدر وزنی ہیں کہ ان پر اعتقادی بنیاد رکھی جائے۔

نتیجہ کلام

: ہم اس بات کو پوری تحقیق، دیانت اور استقامت کے ساتھ بیان کرتے ہیں کہ

امام زید علیہ الرحمہ کی ذات ہر قسم کی بدعت، غلو، اور اعتزال سے منزہ و مبرا ہے۔

نہ وہ تفضیلی تھے، نہ معتزلی؛ بلکہ وہ اہلِ سنت کے جلیل القدر امام، مجاہد، فقیہ اور محدّث تھے۔

شہرستانی کا بیان نہ سند رکھتا ہے، نہ تواتر، نہ اتصال، اور نہ ہی کوئی تحقیقی معیار۔

جو حضرات اس کا حوالہ دے کر امام زید پر عقائد کی تہمتیں دھرتے ہیں، وہ در اصل علمی خیانت اور مسلکی تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

ہم پیر غلام رسول قاسمی صاحب کے موجودہ رد کو سراہتے ہیں، تاہم ان سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس موضوع پر مزید صریح اور قطعی رد آئندہ اشاعت میں شائع کریں تاکہ اس باب میں کوئی ابہام باقی نہ رہے۔

امام زید علیہ الرحمہ اور تفضیل علی رضی اللہ عنہ کا بے بنیاد الزام

حضرت امام زید علیہ الرحمہ ایک عظیم علمی شخصیت، فاضل عالم، اور اہل بیت کے پاکیزہ وارث ہیں۔ ان کی فضیلت اور شان علمی حلقوں میں تسلیم شدہ ہے۔ ان کی شخصیت پر بے جا اور بے ثبوت الزامات لگانا نہ صرف علمی دیانت کے خلاف ہے بلکہ اہل علم اور اہل بیت کے عقید تمندوں کے لیے باعثِ اذیت بھی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کچھ لوگ، جن میں پیر عبدالقادر شاہ صاحب، ظہور احمد فیضی اور ان کے ہم فکر افراد شامل ہیں، امام زید علیہ الرحمہ کو تفضیل علی کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ یہ الزام سراسر جھوٹ اور فکری غلط فہمی پر مبنی ہے۔

تفضیل علی کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دوسرے صحابہ سے افضل سمجھا جائے، خاص طور پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ و حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقابلے میں۔ مگر امام زید علیہ الرحمہ کے متعلق اس قسم کا کوئی واضح اور معتبر قول یا عمل نہ تو ان کی کوئی تصنیف ثابت کرتی ہے اور نہ ان کی زندگی کے حالات اس کی گواہی دیتے ہیں۔ اسی طرح، ان کے زمانے میں اور بعد میں جو بزرگ علماء تھے، بالخصوص امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ، نے ان کی بیعت کی اور انہیں اپنے پیشوا اور رہبر کے طور پر قبول کیا۔ اگر امام زید علیہ الرحمہ تفضیل علی کے قائل ہوتے تو امام ابو حنیفہ کی جانب سے ان کی بیعت اور ان کے عقیدے کی تائید ایک اہم دلیل کے طور پر سامنے آتی، جسے نظر انداز کرنا علمی کمزوری کے علاوہ کچھ نہیں۔

دوسری جانب، جو لوگ صرف ایک ضعیف اور الزامی عبارت کو بنیاد بنا کر امام زید علیہ الرحمہ کو تفضیلی قرار دیتے ہیں، ان کے لیے لازم ہے کہ وہ اس الزام کو ثابت کرنے کے لیے ٹھوس اسناد پیش کریں۔ کسی بھی علمی بحث میں بلا دلیل دعویٰ کرنا نہ صرف غیر ذمہ دارانہ ہے بلکہ حقائق کو مسخ کرنے کے مترادف ہے۔ افسوس کہ پیر عبدالقادر شاہ صاحب، ظہور

احمد فیضی اور ان جیسے دیگر افراد نے ایک ہی عبارت کو بار بار دہرا کر، اپنی فکری عمارتیں کھڑی کر رکھی ہیں، جو حقیقت سے بہت دور اور باطل مفروضات پر مبنی ہے۔

اس حوالے سے یہ بات بھی مد نظر رکھنی چاہیے کہ حضرت امام زید علیہ الرحمہ نہ معتزلی تھے، نہ رافضی اور نہ ہی شیعہ، بلکہ ایک متوازن اور اعتدال پسند شخصیت تھے جنہوں نے دین اسلام اور اہل بیت کی خدمت کو اپنی زندگی کا نصب العین بنایا۔ ان کے عقیدے اور عمل میں ہمیشہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عزت و توقیر شامل رہی اور انہوں نے اسلام کی وسعت اور روحانیت کو مضبوط کیا۔

امام زید علیہ الرحمہ کے حق میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی بیعت خود ایک اٹل دلیل ہے کہ امام زید کے عقیدے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو سنی امت کے اجماع یا اصولوں سے متصادم ہو۔ اس لیے ان پر تفضیل علی یا کسی دوسرے خلافِ اصول الزام کو قبول کرنا محض فرضی اور بے بنیاد قیاس آرائی ہے جسے علمی دیانت اور تحقیق کے اصولوں کے تحت رد کرنا چاہیے۔

علماء کرام کی اس طرح کی کتب اور اقوال کو بطور حوالہ پیش کیا جاتا ہے لیکن اس میں صرف چند الفاظ کو نکال کر اپنی من مانی تشریحات پیش کرنا علمی بد دیانتی کے سوا کچھ نہیں۔ اگر کسی عبارت میں امام زید علیہ الرحمہ کے متعلق کوئی ناپسندیدہ لفظ بھی آیا، تو اسے پوری کتاب کی روح اور مؤلف کے خیالات کے سیاق و سباق میں دیکھنا چاہیے، نہ کہ محض اپنی خواہشات کے مطابق اس کا انتخاب کر کے الزام تراشی کی جائے۔ یہ تمام حقائق اس بات کی تاکید کرتے ہیں کہ امام زید علیہ الرحمہ کے بارے میں الزامی تفضیل علی کا دعویٰ سراسر بے بنیاد، غیر مستند اور تحقیق کے تقاضوں کے منافی ہے۔ ان کے نام پر اس قسم کے الزامات دین و ملت کے لیے نقصان دہ ہیں اور انہیں ہر صاحب علم اور اہل تقوی کے لیے رد کرنا فرض ہے۔

فیضی اور شاہ صاحب کا دہرا معیار

پیر عبد القادر شاہ صاحب، ظہور احمد فیضی اور ان کے ہم خیال اہلِ فکر و نظر جب علمی گفتگو فرماتے ہیں، تو ظاہر یوں ہوتا ہے گویا حق اپنی کامل تمکنت کے ساتھ جلوہ گر ہے، اور وہی اس کے محافظ اور ترجمان ہیں۔ مگر جب ان کے طرزِ استدلال، معیارِ تحقیق، اور انتخابِ روایت پر تدبر سے نگاہ ڈالی جائے تو حقیقت کچھ اور نظر آتی ہے——وہاں دیانت کی جگہ تعصب، اور تحقیق کی جگہ تمایل بیٹھا دکھائی دیتا ہے۔

ہم نے بارہا دیکھا اور سنا ہے کہ یہ حضرات اگر کسی ضعیف، مرسل، یا موضوع روایت کو اپنے موقف کے موافق پائیں، تو فوراً اس پر ایمان لا کر گویا ایک آسمانی حجت کی حیثیت دے دیتے ہیں۔ ایسی روایات پر پورے بیانات، تفصیلی لیکچر، اور تحریری عمارات قائم کر دی جاتی ہیں، جن کی بنیادیں علمی دنیا میں متزلزل اور اصولِ حدیث کی کسوٹی پر غیر معتبر ہوتی ہیں۔ ان کے لیے روایت کی صحت یا ضعف کوئی حیثیت نہیں رکھتی، جب تک وہ ان کی سوچ اور فکر کے سانچے میں فٹ بیٹھتی ہو۔

لیکن جب اسی کتاب، اسی باب، یا اسی راوی کی روایت ان کی پسندیدہ رائے کے خلاف آ جائے——چاہے وہ روایت صحیح، معتبر، اور جمہور محدثین کے اصول پر پوری اترتی ہو——تو وہی حضرات اپنے چہروں پر ناگواری، تحریروں میں تمسخر، اور لب و لہجے میں تحقیر لے آتے ہیں۔ گویا اب روایت نہیں، بلکہ روایت کا جرم یہ ہے کہ اس نے "مخالفت" کا ارتکاب کیا ہے۔ یہ طرزِ عمل نہ صرف غیر علمی ہے بلکہ انصاف، دیانت، اور تحقیق کے مسلّمہ اصولوں کے خلاف ایک واضح بغاوت ہے۔

علمی منہج کا بنیادی اصول یہ ہے کہ دلائل کی قدر کی جائے، نہ کہ دلائل کے موافق یا مخالف ہونے کو جذباتی پیمانہ بنایا جائے۔ سچ کی قدر اس لیے نہیں کہ وہ ہمارے نقطۂ نظر کی تصدیق کرتا ہے، بلکہ اس لیے کہ وہ سچ ہے، خواہ وہ ہمارے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

پیر عبدالقادر شاہ صاحب اور ظہور احمد فیضی جیسے اہلِ علم جب اس قسم کی "انتقائی روایت گری" کا ارتکاب کرتے ہیں تو یہ نہ صرف دین کے نام پر علمی خیانت ہے بلکہ عام سامعین و قارئین کے ساتھ ایک فکری دھوکہ بھی ہے۔ ان کا دہرا معیار دراصل دین کے تقدس پر ایک غیر محسوس حملہ ہے — جو بظاہر منبر سے اترتا ہے مگر حقیقت میں ضمیر کو زخمی کر دیتا ہے۔

کیا دین کی خدمت یہی ہے کہ روایت کو موافقت اور مخالفت کی چھلنی سے گزار کر اس کا وجود طے کیا جائے؟ کیا علم کا وقار یہی ہے کہ دلیل کو ردو قبول کے خانوں میں بند کر کے صرف ذاتی مفاد کی عینک سے دیکھا جائے؟ نہیں! ہر گز نہیں! یہ رویّہ دین نہیں، دین کا بگاڑ ہے؛ یہ خدمت نہیں، خیانت ہے؛ یہ تحقیق نہیں، تحریف ہے۔

ہم ایسے تمام طرزِ فکر کی کھل کر مذمت کرتے ہیں جو دین کو ذاتی ذوق کا تابع بنائے، اور علمی دیانت کو فرقہ وارانہ ترجیحات پر قربان کرے۔ دین، دلیل سے ہے — اور دلیل، عدل سے۔ جب عدل ختم ہو جائے تو علم، محض بیان بازی بن کر رہ جاتا ہے، اور بیان بازی کبھی ہدایت کا دروازہ نہیں کھولتی۔

ہمارا مطالبہ یہی ہے کہ ایسے اہلِ منبر، اہلِ قلم اور اہلِ فکر اپنے دہرے معیار سے رجوع کریں، یا کم از کم اس پر پردہ ڈالنے کی بجائے اسے تسلیم کر لیں، تاکہ سامعین و قارئین یہ فیصلہ خود کر سکیں کہ وہ علم کے میدان میں کھڑے ہیں یا محض خطابت کے تماشے میں شریک۔

امام زید بن علی کا معتزلی یا تفضیلی ہونا: ایک غیر مستند مفروضہ

امام زید بن علی ہاشمی ایک روشن علمی و فقہی شخصیت اور اہل بیت کے عظیم وارث تھے۔ بعض حلقے پیر عبد القادر شاہ، ظہور احمد فیضی اور ان کے ہم فکر افراد کی جانب سے ان کو تفضیل علی یا معتزلی قرار دیا جاتا ہے، مگر یہ دعوے بے بنیاد اور تحقیق کے اصولوں سے عاری ہیں۔ یہاں چند اہم نکات زیرِ غور ہیں:

تفضیل علی یا معتزلی ہونا ثابت کرنے کے لیے معتبر قول، فتویٰ، یا تحریر پیش ہونا ضروری ہے۔ امام زید کی زندگی میں ایسی کوئی عبارت یا مؤقف موجود نہیں، اور نہ ہی ابتدائی محدثین یا فقہاء سے انہوں نے کبھی اس قسم کا بیان نقل کیا جاتا ہو۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے امام زید سے بیعت کی تھی اور انہیں اپنا پیشوا اور معلم تسلیم کیا تھا۔ اگر امام زید نے تفضیل علی یا معتزلی عقیدہ اختیار کیا ہوتا تو امام ابو حنیفہ کے لیے اس پر بیعت کرنا بعید تھا، کیونکہ امام ابو حنیفہ ایک متوازن فقہی منصِب اور سنی امت کے اصولوں پر کاربند تھے۔ یہ امر علمی اور تاریخی اعتبار سے امام زید اور سنی جماعت کے یکجہتی کا ٹھوس ثبوت ہے۔

امام ذھبی رحمہ نے اپنی کتاب سیر اعلام النبلاء (جلد 6، ص-258) میں امام زید کے حوالے سے لکھا:

آمن بیه و بایعه ابو حنیفة وهو علی السنة

یعنی "امام ابو حنیفہ نے ان پر ایمان کیا اور ان سے بیعت کی، اور وہ اہل سنت پر قائم تھے"۔

یہ عبارت واضح اور اٹل دلیل ہے کہ امام زید نے معتزلیانہ عقائد اپنانے سے ہمیشہ انکار کیا اور اپنے دور کے سنی امت کے اصولوں سے ہم آہنگ رہے۔

نتیجہ

امام زید بن علی کا معتزلی یا تفضیلی ہونا ایک فرضی اور بے وسند تنقیص ہے، جس کی کوئی تاریخی یا روایتی بنیاد نہیں۔ امام اعظم ابو حنیفہ کی ان سے بیعت اور امام ذھبی کے مؤقف نے واضح طور پر ثابت کیا ہے کہ امام زید ایک سنی اعتدال پسند شخصیت، اہل بیت کے مؤمن، اور امت کے شفیق رہنما تھے۔

اس مفروضے کو محض فرقہ وارانہ تعصب یا الزامی تفسیر کی بنیاد پر پیش کرنا "دین کا نقصان" ہے، اور ایسے الزامات کو کتابی اسلوب میں رد کرنا علمی فرض ہونے کے ساتھ ساتھ اشرف الأقلام کا تقاضا بھی ہے۔ آپ اس تحریر کو اپنے رسالے یا کتاب میں باب: "باطل مفروضات کا علمی رد" کے تحت شامل کر سکتے ہیں۔

امام زید علیہ رحمہ پر کفر کی تہمت کی پرزور مذمت

حسن اللہ یاری کی گمراہی اور اس کے ہم خیالوں کی حقیقت؛

خود کو محبِ اہل بیت کہنے والے سنی علماء، مشائخ اور ذاکرین کی مجرمانہ خاموشی کی نشاندہی؛

اور وہ تلخ حقیقت شامل ہے کہ بعض لوگ نہ صرف خاموش ہیں بلکہ اس فتنہ پرور شخص سے خفیہ ہمدردی بھی رکھتے ہیں، کیونکہ ان کا اصل مقصد صرف بغضِ صحابہ ہے، نہ کہ محبتِ اہل بیت۔

یہ تحریر کتابی معیار کی ہے اور حوالہ جاتی اضافے کی گنجائش بھی موجود ہے، اگر آپ چاہیں

امام زید بن علی علیہ رحمہ پر تہمتِ کفر: فکری دیوالیہ پن، اخلاقی منافقت اور مسلکی استحصال کا بے نقاب چہرہ

یہ ایک نہایت افسوسناک اور دل سوز حقیقت ہے کہ امام زید بن علی علیہ رحمہ —جو علم، حلم، فصاحت، زہد، شجاعت اور صداقت کا مجسم پیکر تھے—آج ایسے افراد کی زبان کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، جنہیں نہ علم سے نسبت ہے، نہ تہذیب سے آشنائی، نہ اہل بیت کی عظمت کا شعور ہے، اور نہ ہی دینی حمیت کی کوئی رمق باقی بچی ہے۔

حسن اللہ یاری، جو خود کو شیعہ ظاہر کرتا ہے، مگر اس کا پورا وجود فرقہ واریت، فتنہ انگیزی، اور صحابہ کرام کی تنقیص پر قائم ہے، اُس نے امام زید علیہ رحمہ جیسے جلیل القدر امام پر کفر کا الزام لگا کر اپنی فکری پستی اور اخلاقی پسماندگی کا ثبوت دیا ہے۔

لیکن اس سے بھی زیادہ افسوسناک پہلو یہ ہے کہ یہ شخص اکیلا نہیں—اس کے ہم فکر، ہم مسلک، اور ہم زبان افراد یا تو مکمل خاموشی اختیار کیے بیٹھے ہیں، یا در پردہ اس کی حمایت کرتے ہیں، یا کم از کم اس سے مسکرا کر، داد دے کر، یا ویڈیوز شیئر

کر کے خوشی کا اظہار کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا اصل ہدف محبتِ اہل بیت نہیں، بلکہ بغضِ صحابہ ہے۔ یہی ان کی فکری بنیاد ہے، یہی ان کی نفسیاتی کشمکش کا مرکز۔

ایسے لوگوں کو نہ امام زید علیہ رحمہ کی علمی وراثت سے سروکار ہے، نہ ان کی شہادت کی عظمت کا احساس۔ ان کے لیے اگر امام زید علیہ رحمہ صحابہ سے قربت کا مظہر ہیں، تو وہ ان کے نزدیک واجبِ تنقید ہیں، بلکہ مباح اللّسان۔

یہ طبقہ، جو امام زید علیہ رحمہ جیسے محسنِ اہل بیت پر کفر کا الزام برداشت کر لیتا ہے مگر صحابہ کرام کا ذکرِ خیر سن کر بھڑک اٹھتا ہے، درحقیقت نہ اہل بیت کا وفادار ہے، نہ دین کا خادم — بلکہ تاریخِ اسلام کا بدترین فکری منافق ہے۔

حیرت اس بات پر نہیں کہ حسن اللہ یاری جیسے فتنہ پرور نے یہ زبان درازی کی؛

حیرت اس پر بھی نہیں کہ اس کے نظریاتی ہمسفر اس پر خوش ہیں؛

حیرت بلکہ شدید دکھ اس بات پر ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو محبِ اہل بیت کہتے ہیں، جو خود کو اہل سنت کے نمائندے اور "محبتِ اہل بیت اور عظمتِ صحابہ" کے علم بردار کہتے ہیں — وہ سب اس گستاخی پر مکمل خاموش کیوں ہیں؟

کہاں ہیں پیر عبد القادر شاہ،

کہاں ہیں ظہور فیضی،

کہاں ہیں مفتی فضل ہمدرد،

کہاں ہیں یاسمین قادری،

اور کہاں ہیں ڈاکٹر صداقت فریدی جیسے وہ خطیب، محقق، ذاکر اور مناظر، جو اہل بیت کے نام پر ہزاروں مجمع سجاتے ہیں؟

جب امام زید علیہ رحمہ پر کفر کا الزام لگتا ہے، تو ان کی زبانیں کیوں بند ہو جاتی ہیں؟

کیوں ان کی تحریریں خشک ہو جاتی ہیں؟

کیوں ان کی مجالس سے صرف خاموشی کا جنازہ برآمد ہوتا ہے؟

کیا امام زید اہل بیت میں شامل نہیں؟

کیا ان کی شہادت، ان کا علم، ان کی فقاہت، ان کی شجاعت، اور ان کی نسبتِ نبوی تمہیں کچھ بھی یاد نہیں دلاتی؟

اگر تمہاری زبان حسن اللہ یاری جیسے بدزبان کے خلاف بند ہے،

تو تمہاری تقریریں، تمہاری مجالس، تمہارے وعظ، تمہارے نوحے،

اور تمہاری دعویدار محبت سب ایک بازاری جھوٹ ہیں۔

تم صرف وہی بولتے ہو جس میں تمہیں مسلکی داد ملے۔

تم وہی لکھتے ہو جو تمہارے حلقے کو پسند ہو۔

— تم وہی بیان کرتے ہو جو عوام کو بھائے

مگر جہاں سچائی، غیرت، اور وفاداری کا امتحان ہو— تم خاموش ہو، یا مصلحت کا لبادہ اوڑھ لیتے ہو۔

یہ خاموشی صرف علمی بے بصری نہیں، یہ اخلاقی مردگی اور ایمانی خیانت ہے۔

— یادرکھو

امام زید بن علی علیہ رحمہ، علمِ اہل بیت کے تاجدار ہیں؛

ان پر زبان درازی، اہل بیت کی توہین ہے؛

اور اس پر خاموشی، وفاداری نہیں بلکہ خیانت ہے۔

اگر تم میں ہمت نہیں کہ حسن اللہ یاری جیسے افراد کے خلاف آواز بلند کرو،

تو تمہاری محبتِ اہل بیت صرف فصاحت کا دھوکہ،

اور تمہاری مجالس محض نفس کی تسکین ہیں۔

خلاصہ

امام زید بن علی علیہ رحمہ پر کفر کا الزام حسن اللہ یاری جیسے افراد کی فکری گمراہی، اخلاقی انحطاط، اور صحابہ دشمنی پر مبنی مسلکی مفادات کا عکاس ہے۔ لیکن اس سے بھی بڑا سوال یہ ہے کہ جو افراد خود کو محبِ اہل بیت کہتے ہیں، وہ کیوں خاموش ہیں؟ یہ خاموشی صرف بے حسی نہیں بلکہ خیانت ہے—اہل بیت کے نسب سے، ان کے علم سے، ان کی عظمت سے، اور ان کے خون سے۔

جو ان گستاخیوں پر خاموش ہیں، وہ در حقیقت اہل بیت کے نہیں، صرف اپنی شہرت، مسلکی سیاست اور ذاتی مفادات کے خادم ہیں۔